

## سیمپرے

قسط نمبر: چھ

ثرین شاہ

حداد نے تاسف سے اپنا سر ہلایا۔ یہ آدمی کبھی سدھرے گا نہیں۔

”میں سوچ رہا ہوں سکندر تم کچھ عرصے کے لیے تھرپی کے لیے جاپان

چلے جاؤ۔ تم جانتے ہونا کہ تمہاری یہ حرکتیں آپی اور رؤف بھائی پہ کتنی

اثر کی ہیں۔ اور ارو جان کو کیسے بھول سکتے ہیں اس نے تو تمہیں بھی پیچھے

چھوڑ دیا۔ تم چاہتے ہونا کہ وہ نارمل زندگی گزارے کل کو اس کی بھی تم

نے ایک شریف لڑکے سے شادی کروانی ہے ہر کوئی حداد عظیم نہیں ہوتا

تم اس معاملے میں لکی تھے کہ میں مل گیا جس کو تمہارے ان حرکتوں

کو برداشت کرنے کے لیے بڑا جگرا تھا۔ اب کیوں مارا بیچارے کو؟“

”وہ رے کو ریجیکٹ کرنے۔ (اس نے تیزی سے خود کو قابو کیا) رے

جب کنواری تھی تو انھوں نے رے کی محرومی کا مذاق اڑایا اور اب اس

کمینے نے دیکھا کہ میری بیوی بول سکتی ہے تو اسے فلرٹ کر رہا تھا یہ تک

بھول گیا کہ وہ میری بیوی اور میری بیٹی کی ماں ہے۔“ غصے سے سکندر کی

آواز سخت ہو گئی۔

”ایسی بات نہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔“ اس سے پہلے حداد کچھ بولتا

پیچھے سے شازل کی آواز سنائی دی۔

\*\*\*\*\*

الان سو رہا تھا جب اسے اپنے بیڈ پہ کوئی وزن محسوس ہوا۔ اس کی نیند  
براق کی طرح اتنی گہری نہیں تھی وجہ براق اسے اتنا تنگ کرتا تھا کہ نا  
چاہتے ہوئے بھی الان نیند میں بھی الرٹ رہتا تھا۔ ایک منٹ کے لیے  
اسے لگا کہ مئی ہوگی یا پھر امیرا۔ اکثر امیرا بُرے خواب سے ڈر جایا کرتی  
تھی یا تو پھر وہ بابا کے پاس جاتی یا پھر اپنے الان بھیا کے پاس۔ الان ایک  
دم اُٹھا اور اس نے لیمپ آن کیا۔ اس نے گلاس نہیں پہنی تھی لیکن  
اس کی قریب کی نظر بالکل ٹھیک تھی۔ براق کو دیکھ کر الان نے گہرا  
سانس لیا۔

”تمہاری پر اہلم کیا ہے براق۔ کیا چاہیے مجھ سے۔“ براق مسکرا رہا تھا لیکن  
آنکھیں اس کی کچھ حد تک الجھی ہوئی تھی۔



”میں اس انتظار میں تھا کہ کب تمہاری نیند ٹوٹے گی اور میں تمہیں رنگے

ہاتھوں کپڑوں گا لیکن تم ایسے سوئے ہوئے تھے کہ ایک منٹ کے لیے

الچھ گیا کہ کہی تمہیں واقعی اس مشن میں حصہ نہیں لے رہے یا آج کے

دن کا پروگرام کینسل ہو گیا ہے۔“ الان اور براق جب دس سال کے

ہو گئے تو مصطفیٰ نے الان کے کہنے پر الان کا الگ کمرہ تیار کر لیا کیونکہ

براق اتنا تنگ کرتا تھا اسے کہ کوئی حد نہیں۔ اوپر سے جب پڑھنے بیٹھتا تو

وہ اپنا میوزک سٹوڈیو کھول کر شروع ہو جاتا بس پھر برداشت ختم ہو گئی

الان کی بھی۔ اب دونوں الگ کمرے میں ہونے کے باوجود براق کہی نہ

کہی سے آٹپکتا اور اسے چھیڑنے سے باز نہیں آتا تھا۔

”کونسا پلان؟ کونسا مشن؟ دیکھو میرے پاس اس وقت صرف دس یورو

پڑے ہوئے ہیں اگر وہ لیکر میری جان چھوڑتے ہو تو وہ رہا میرا بیگ

سامنے اور پلیز میری نظروں سے فوراً آؤ جھل ہو جاؤ۔“ الان دوبارہ لائیٹ

آف کر کے کمبل میں اپنا منہ گھسانے لگا جب براق نے اسے روکا۔

”تو اس کا مطلب آڑو تم سے چھپ کر یہ کارنامہ انجام دے رہی ہے۔

سمجھ بھی آتا ہے مگر وہ تو تم سے کچھ نہیں چھپاتی لیکن۔۔۔“ الان تیزی

سے کمبل ہٹا کر براق کو دیکھنے لگا۔ اس نے سائڈ ٹیبل سے گلاس اٹھا کر

تیزی سے پہنی۔

”کیا مطلب؟ کیا چھپا رہی ہے ریا مجھ سے۔“

”وہ۔۔۔ اسے کسی کے ساتھ بات کرتے ہوئے سنا تھا۔“

”کس سے کیا بات کر رہی تھی؟ براق اگر اس نے ایسا ویسا کچھ کیا جو وہ

میرے علم میں لائے بغیر کر رہی ہے تو۔۔“

”یورائنٹ بڑی۔ وہ آڑو واقعی کوئی خطرناک کام کرنے والی ہے رات کے

تین بجے کا ذکر کیا تھا اور ساتھ میں۔۔۔ کسی قبرستان کے قریب ایک

ہانٹ ولا وہاں کی بھی بات کر رہی تھی۔“

”سٹوپڈ لڑکی!! کسی کلاس فیلو نے ضرور مذاق اڑایا ہو گا اس کا اور اس نے

چیلنج کے طور پہ وہاں جائے گی۔ کا پو کو پتا چلا براق تو ریا کو وہ پاکستان بھیج

دیں گے۔ دیکھ لینا۔“

”ایک تو وہ اتنا لڑکوں سے پنگا کیوں لیتی ہے۔ اوپر سے سب کے سامنے

ڈھنڈور اپیٹنا کہ وہ انڈر ورلڈ جوائن کرنے والی اب یہ تو ہو گا۔ اب کیا



کرنا ہے۔ ڈیڈی کو بتاؤں؟ انکل حداد پھر سیچویشن سنبھال لیتے تھے لیکن

وہ بھی نہیں ہیں۔ جاوید انکل کو بتایا تو وہ سمجھو خبر کا پوکے پاس گئی ہی

گئی۔“

”نہیں ڈیڈی کو نہیں بتانا ابھی کیا ٹائم ہو رہا ہے؟“ الان بستر سے اٹھ کر

سلیرز پہنے لگا۔

”کیا مطلب تم جاو گے۔۔۔“ الان نے ٹائم دیکھا اور فون اٹھا کر ارہا کو

میج کیا لیکن ایک ٹک پا کر الان سمجھ گیا کہ ارو نے اپنا فون بند کر دیا

ہے۔

”مجھے اسے روکنا ہو گا اور یہ اس کا پوکا بھوت اُتارنا ہو گا۔“ براق کا منہ

کھل گیا الان نہ صرف سنجیدہ لگ رہا تھا بلکہ سخت تپا ہوا بھی۔ بالکل اس

کی ڈیڈی کی جھلک تھی۔ یہ آڑو اس کے بھائی میں کونسا روپ لارہی

تھی۔ براق اٹھا اور اپنے نایت سوٹ کا کالر ٹھیک کیا۔

”تو تمہیں اکیلے میں بھی جانے نہیں دوں گا۔ آخر کو ایسی سیچو لیشن میں

تو میرے دماغ کی ضرورت پڑے گی۔“

”براق مذاق کا وقت نہیں ہے۔ تم یہاں رہو گے۔ رات کو اکثر میری

میرے کمرے میں ڈر کے آتی ہے۔ اگر اس کو پتا چلا میں نہیں ہوں تو

اس نے روتے ہوئے مئی کے پاس چلے جانا پھر ہم دونوں پھنسے گے۔“

”کیا مطلب تم اکیلے مصیبت میں پھنسو گے اور میں بیٹھا رہوں گا۔ آصف

فیمیلی کا سب سے بہادر اور ہونہار سپوت کا ٹائٹل تمہیں مل جائے گا بیشک



ڈیڈ کی جائیداد سے تمہارا حصہ میرا ہو جائے گا مگر یہ عہدہ تمہیں نہیں

لینے دوں گا بیشک ڈیڈی اور ممی کی ڈانٹ اور مار مجھے کیوں نہ پڑ جائے۔“

”آف چلو پھر!!! اتنی ڈریٹک فیملی ہے میری بالکل ممی پہ گئے ہو۔“

”کول! چلو پھر۔۔۔ ممی اور ڈیڈی کے ساتھ کاپو کو بھی بتاتے ہیں کہ ہم

کتنے سٹرانگ ہیں انہیں ہم پہ فخر ہو گا۔“

”براق جنگ بھی نہیں جارہے۔“ الان الماری سے کپڑے نکال کر واش

روم گیا۔ یہاں گھر پہ آگ بھی لگ رہی ہو گی تب بھی وہ تیار ہوئے بغیر

گھر سے نہیں نکلے گا۔

”ڈاکٹر صاحب جوتے پہنو کل کو کوئی مریض زندگی اور موت کی جنگ لڑ

رہا ہو گا تو تم کہو گے نہیں پہلے میں نہا کر تیار ہو جاؤں اگلے کا کام تمام

ہو جائے گا پھر بھی تمہاری صفائی ستھرائی نہیں ختم ہوگی۔ چلو اس سے پہلے

واقعی کوئی جن بھوت نہ گھس گیا ہو اس میں۔۔ روکیں اس پاگل لڑکی

کو۔“

”الان!!!“ مگر شاہور کی آواز سن کر براق نے سر پہ ہاتھ مارا۔

”یہ بنے گا اس آڑو کا ہیرو۔ روکنا بھی نہیں آتا۔ چل براق تو اس سے

پہلے پہنچ۔ اس نے تو فجر تک ہی نکلنا ہے۔“

\*\*\*\*\*

وہ دونوں چھت پہ کھڑے تھے۔ شازل نے سکندر سے اوپر الگ سے بات

کرنے کی ریکویسٹ کی کیوں کہ سکندر بھا اس پہ پھر سے حملہ کرنے والا

تھا ایک تو رمشا کو وہ دیکھ رہا تھا اور دوسرا ایک کمرے میں سب موجود اور

رمشا کے متعلق رمشا کے سامنے بات کرے گا تو چاہے اس نے کوئی

غلطی نہ کی ہو سکندر بھاکا ایک بیچ اسے اوپر پہنچا دے گا۔ یہ بات سکندر

کی وہ جان گیا تھا۔ ظاہر ہے بندہ خونخوار نظروں سے جو دیکھ رہا تھا۔ سکندر

سگریٹ کے کش لے رہا تھا اور وہ منہ پہ ہاتھ پھیرے نیچے گلی کو جھک کر

دیکھ رہا تھا جب اسے سکندر کی گہری اور گھمبیر آواز سنائی دی تو ایک منٹ

کے لیے وہ ڈر کے تیزی سے پیچھے ہوا۔ غلطی کی یہاں آکر کہی یہ آدمی

اسے دھکانہ دیں دے۔ مڑ کر دیکھا تو جان میں جان آئی کہ سکندر دور ہی

کھڑا تھا۔ سکندر نے مڑ کر اس کے تاثرات بھانپ لیے اور ہنسا۔ عجیب ہنسی

تھی۔



”مجھے اگر تمہیں مارنا ہوتا تو کب کا تمہارا بندوبست کر چکا ہوتا اور کم سے

کم اپن ے س اس اور س س ر ک ے گ ہ ر ت و ب ال کل ن ہ یں م ا روں گ  
ا یتھیکس ہیں۔“ شازل مسکرایا۔

”بہت احسان ہے آپ کا۔ آپ اتنے بُرے نہیں ہیں جتنا میڈیا نے آپ  
کو بدنام رکھا ہے۔“ سکندر نے اس کی طرف نہیں دیکھا اور کش لیکر بولا۔  
”کانٹ ہیلپ انھیں محبت جو ہے مجھ سے۔“

”آپ جو سوچ رہے ہیں رمشا۔۔۔ (اسے سکندر کے جڑے بھینچے محسوس

ہوئے) میری کزن کے بارے میں (اب تو سگریٹ کو بھی بھینچ لیا بھا

نے۔ کیا غلط کہ دیا؟) مطلب سسٹر کے بارے میں کہ میں اس کے لیے

کیا فیل کرتا ہوں اور ماضی میں آپ نے جو سنا وہ بالکل غلط ہے۔“

”اگر تم میرے ڈر سے جھوٹ بول رہے ہو تو پلیز وقت برباد مت کرو  
اپنا اور میرا۔۔ مزید اپنی بیوی کا ذکر کسی کے منہ سے سُنتا ہوں تو سارے  
ایتھکس بھول جاتا ہوں۔“ اب سکندر نے مڑ کر سگریٹ پھینکی اور دانت  
پیسے ہوئے بولا۔

”کام ڈاؤن (پر سکون ہو جاو) اولڈ بڈی۔ میں صرف چیک کر رہا تھا کہ آپ  
کی بیوی آپ کے ساتھ خوش ہے کہ نہیں۔ میں وہ سچ جانا چاہتا تھا جو  
لوگ اور میڈیا والے آپ کے بارے میں بولتے ہیں۔ آئی نو ایک کزن کی  
فکر کرنا وہ بھی اتنے سالوں بعد مل کر اس سٹوپڈ!! مگر میں آپ سے ڈر  
کر جھوٹ نہیں بولوں گا۔ آپ صحیح کہہ رہے ہیں میں آپ کی وایسف کو  
شادی سے پہلے پسند (پیچھے ہو جا شازل موت بالکل وقرب آ رہی ہے لگتا

ہے) کرتا تھا لیکن اب بالکل نہیں کرتا۔ دیکھیں حملہ کرنے کی ضرورت

نہیں ہے مگر میں نے رمشا کو ریجیکٹ نہیں کیا۔ وہ امی تھی جنہوں نے مجھ

سے جھوٹ بولا کہ رمشا کو میں زہر لگتا ہوں اور آپ کی وائف کو کہا کہ

میں نے اس کی محرومی کا مذاق اڑایا۔ مجھے اس وقت غصہ تھا لیکن قسم سے

میں نے اس وقت بھی ان کی محرومی کا مذاق نہیں اڑایا بعد میں مجھے خبر

ہوئی کہ رمشا کڈنیپ ہو گئی ہے تو ایک گلت میرے دل میں آ گیا کہ کہی

اسے میری آہ نہیں لگی۔ امی ایسے بنی رہی جیسے وہ ڈیزرو۔۔۔ (شٹ)

۔۔۔ میرا مطلب۔۔۔

”تمہاری امی کا کہنا کہ رمشا کڈنیپنگ ڈیزرو کرتی تھی۔“ سکندر کا لہجہ بالکل

سپاٹ ہو گیا۔



”مائیں آپ کو پتا ہے عجیب ہوتی ہیں لیکن میں نے کبھی نہیں سوچا کہ وہ

یہ سب ڈیزرو کرتی ہے بعد میں پتا چلا کہ اس کا شوہر سب سے ملانے

آتا ہے اور وہ کوئی عام شخص نہیں ہے لاہور کا انڈر ورلڈ ڈون ہے یعنی

کے آپ۔ ممائی نے کہا کہ آپ غنڈہ ہے مگر انھیں قطعاً فرق نہیں پڑتا

کیونکہ نہ صرف آپ نے ان کی بیٹی کی عزت بچائی بلکہ اس کی آواز بھی

اسے لوٹادی لیکن کسی نے یقین نہیں کیا۔ ایک غنڈے نے ضرور ڈرایا

دھمکایا ہوگا رمشاسمیت۔ ٹرسٹ می کوئی بھی ابھی تک اس بات پہ یقین

نہیں کرتا۔“

سکندر خاموش رہا پھر آہستگی سے بولا۔

”آئی ڈونٹ کیر لوگ کیا سوچتے ہیں میرے بارے میں۔“

”لیکن اگر آپ کی مسز کی بات آئے تو یوریڈی ٹوکل۔“

”کوئی شک ہے؟“ سکندر اب مڑ گیا۔

”میں بس کنفرم کرنا چاہتا تھا کہ آیا وہ آپ کے ساتھ خوش ہے کہ نہیں

اور میں اس کے بولنے پہ حیران تھا۔ میری حیرت کو دلچسپی مت سمجھئے

گا۔“ سکندر اسے دیکھتا رہا پھر سر کو ہولے سے خم کیا۔

”ٹھیک ہے مگر مزید فکر اور حیرت کی ضرورت نہیں ہے۔

My wife is not everyone's concern.

”سمجھ گیا۔ آپ واقعی ایک اچھے انسان ہیں بس غصے کے تیز ہیں۔“

”پلیز اتنی عزت مت دو مجھے۔ میں جانتا ہوں دل ہی دل میں میری

بُرائیاں کر رہے ہو گے اور بنا بات جانے رئی ایکٹ کرنے پہ معذرت لیکن

پھر بھی اکیلے میں میری بیوی سے بات کرنے کی غلطی مت کرنا۔ تمہاری

نیت بیشک صاف ہو لیکن میرا جب دماغ گھوم جاتا ہے تو میں پھر میں نہ

نیت دیکھتا ہوں اور نہ ہی وضاحتیں سُنتا ہوں۔“

وہ کہہ کر چل پڑا۔ عجیب سا روعب اور کلاس تھی اس آدمی کی۔ ہاں

ٹوکسک ضرور تھا مگر اس کے بغیر وہ سکندر بھا نہیں تھا۔

\*\*\*\*\*

الان اس سنسان پاتھ پہ چل رہا تھا۔ یہاں کوئی لائیٹ نہیں تھی تو اسے

فون کے ٹارچ سے مدد لینی پڑی۔ زمین پہ بے شمار سوکھے پتے گرے

ہوئے تھے جن پہ بوٹ کی چاپ سے بھی اس رات کے اندھیرے میں

عجیب سی آواز بیدار کر رہی تھی مگر الان ڈرپوک نہیں تھا اس معاملے



میں۔ الٹا اس گھر میں سب سے زیادہ ہارر فلکشن کا وہ فین تھا۔ بکس اور

مووی میں جتنا مواد ڈروانا ہو گا اتنا ہی الان کا دل خوش ہو گا ورنہ بیکار فلم

پہ وہ تبصرے کرتے نہیں تھکتا تھا جب ارہا کے کان کھالتا تو اپنے کرٹیک

بلاگ میں ساری بھڑاس نکالتا کیوں کہ اتنا وہ زیادہ کسی سے بات نہیں کرتا

تھا سوائے ارہا کے اور براق چاہے جتنا بہادر بنتا اسے ڈر لگ جاتا اکثر الان

کی اس شوق پر اس کی لڑائی بھی اچھی خاصی ہوئی ہے۔ الان تو کچھ نہ

کہتا مگر براق آسمان اور زمین ایک کر دیتا پھر حیا اپنے اسے سمجھا رہا اور

پڑھا کو بیٹے کو بھی ڈپٹ دیتی۔

”الان کبھی کبھی تو مجھے خوف آتا ہے اتنا کریز بھی اچھا نہیں ہے۔ میرے

بیٹے ہوتے ہوئے ایسے شوق کیسے پال سکتے۔“

”ممی کچھ بھی نہیں ہوتا جیسے فینٹسی اور رومینس ریکل لایف میں نہیں ہوتا

ویسے ہارر بھی ویسا فکشن ہے۔ یہ ویسا تھرل اور ایکسائٹمنٹ لاتی ہے جیسے

باقی جانڑا سب کے لئے لیکر آتی۔ اب سب کی اپنی پسند ہے۔ میں تو براق

کے شوق پہ اعتراض نہیں کرتا۔“

”میرے شوق اتنے سائیکو یا کرپی نہیں ہیں تمہاری طرح اور رومینس اور

فینٹسی سچ میں موجود ڈیڈ اور ان کی بے بی گرل کی مثال دیکھ لو تو یہ

بھوت اور جن بھی ہوتے ہیں میں ڈرتا بالکل نہیں ہوں مگر بار بار ان کو

دیکھو اور ذکر کرو تو پاس آ بھی جاتے ہیں اور امیر اور ممی کو نہ ڈیڈ بچا

سکے گے اور نہ ہی میں۔“ الان نے گلاس پیچھے دھکیل کر تاسف سے سر

ہلایا۔

یہ راستہ آگے قبرستان تک لاتا اور اب اس کوئے کی آواز آئی تو ایک منٹ کے لیے ٹھہر گیا۔ اسے اب ڈر لگا اپنے لئے نہیں ریا کے لئے۔ یہاں اس نے سنا تھارات کے ٹائیٹم ان گنت بھوکے پیاسے کوئیں پاگلوں کی اپنے کھانے کی تلاش میں ہوتے ہیں اور یہ کوئی عام کوئیں نہیں تھے یہ ایک بار جھپٹ لیں تو آپ کی بوٹی نوچ نوچ کر ختم نہ کر دے یہ آپ کے جسم سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ اب سوچ کر اسے اپنے لیے بھی خوف آیا۔ پڑھنا اور دیکھنا اپنی جگہ لیکن تجربہ کرنا بہت مشکل تھا۔ اربا کو اگر کچھ ہو گیا ایک غصے کی لہر جو بڑی خطرناک تھی جسے الان بڑا مشکل سے کنٹرول کر سب سے چھپاتا تھا ایک دم پھیلی۔ یہ لڑکی اتنی پاگل کیوں ہے۔ آخر



کیوں ایسے چیلنجر لیتی ہے۔ جو بھی ہو جتنی سمارٹ ہو اور نڈر ہو مگر ہے  
تو نازک سی لڑکی۔

”ریا آئی سویر ایک بار تم مجھے مل جاو پھر تمہارے اندر کا سارا کا پونا نامہ  
ختم کرتا ہوں۔“ وہ عہد کرتا قدم آگے بڑھانے لگا۔ دو منٹ ہی ہوئے تو  
اسے زرا جھک کے چلتے اچانک اسے چیخ اور پیچھے سے زوردار وجود کے دھکا  
لگنے پر الان سیدھا منہ کے بل گرا اور کوئی اس کے اوپر۔ الان کی عینک  
اُترنے سے ضرور اس کے آنکھ کے کونے پہ جا کر لگی۔ سر تو گھوما ہی گھوما  
تکلیف کی لہر بھی سر پہ دوری۔

سکندر کھانا کھانے کے دوران بالکل چُپ تھا۔ رمشانے نوٹس کیا جب سے  
شازل سے اس نے بات کی ہے وہ ضرورت سے زیادہ سکوت پھیلا تھا

یہاں تک کے امی بابا نے بھی محسوس کیا کہ سب سے زیادہ بولتا ہی سکندر

اب اس کا اس طرح چُپ ہو جانا سب کو ٹٹھکنا ہی تھا۔ سکندر نے روٹی کا

نوالہ منہ میں ڈالا اور حلق میں اُتارتے ہوئے بولا۔

”کچھ نہیں آپ سب لوگوں کو بات کرتے ہوئے سُن رہا ہوں۔ تھوڑا

تھک گیا ہوں۔“

”مشو کی وجہ سے تو پریشان نہیں ہو؟ حداد نے بتایا بس ہلکی سی ڈی

ہاڈریشن ہو گئی تھی۔ دیکھو بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ بس آپ پریشان ہو جاتا ہے

اس کی وجہ سے۔“

”بہت محبت ہے ویسے اتنے سال ہو گئے شادی کو لیکن تمہارا داماد رمشا کے

پیچھے کچھ زیادہ ہی دیوانہ ہے۔“

”ماشاء اللہ۔“ شازل نے سکندر سنجیدہ اور کچھ حد تک تاثرات دیکھ لیا اس

سے پہلے اس کی ماں کی خیر نہ ہوتی اس نے مداخلت کی۔ رمشا کے گل

تپ اٹھے مگر سکندر کے گٹھنے پہ ہاتھ رکھ کر اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش  
کی۔

”ہاں ماشاء اللہ ایک تو نظر بھی بڑی جلد لگ جاتی ہے۔ جیسے میرے شازل

کو۔ اس جیسا خوب رو ہمارے خاندان بلکہ اس جہاں میں کوئی ہے ہی

نہیں۔ دیکھو کیا حالت کر دی اپنی شکل کی۔ اب روزانہ اپنی نظر اتر وانا۔

فوراً پاکستان آ کر تمہیں کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے۔“ حداد کی ہنسی چھوٹ گئی۔

رمشا کو بھی مسکراہٹ دہانی پڑی جبکہ سکندر ٹیشو سے ہاتھ صاف کرتا بڑا

غور سے پھوپھو کو دیکھ رہا تھا۔



”کیوں میاں تمھیں کس بات پہ اتنی ہنسی آگئی۔“ پھوپھو کو حداد کی ہنسی

عجیب لگی۔ حداد کھل کر مسکرائی۔

”آپ کی باتوں سے مجھے امی یاد آگئی۔ وہ بھی ایسی کہتی تھی میرے بارے

میں۔“

”بالکل! پھوپھو جب جب ارو کی طبیعت خراب ہوتی ہے یا اس چوٹ لگتی

تھی تو اس دن ارو واقعی بہت پیاری لگ رہی ہوتی ہے۔ نظر میں واقعی

بہت طاقت ہے۔“ وہ بولتے اپنے میاں کو بھی دیکھ رہی تھی جو اپنے سُسر

کی طرف متوجہ ہو گیا جو کچھ کہہ رہے تھے اس سے۔

”نظر میں یانیت میں۔“ اس نے سکندر کو ہولے سے آہستگی سے بڑبڑاتے

سُنا۔

”ام سکندر ار و کو تو کال کر لیں۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی پاپا سے بات نہیں

ہوئی۔“ پتا نہیں لیکن رمشا کو ڈر لگ رہا تھا کہ سکندر پھٹ پڑے گا جبکہ

سکندر ضرورت سے زیادہ پر سکون مگر خطرناک حد تک خاموش تھا اس بانی

پولر آدمی کا کچھ پتا بھی نہیں تھا۔

”بختاور کا میج آیا تھا کہ وہ سکول چلی گئی ہے۔ تم کیوں بھول جاتی ہوں

ہم پانچ گھنٹے آگے ہیں۔“

حداد نے جیسے کہا رمشانے اپنے ماموں کو آنکھیں دکھائیں۔ حداد سمجھ گیا

اور اس نے گہرا سانس لیا۔

”ویسے ایسے چھوٹی بچی کو اکیلے چھوڑنا اچھا نہیں ہوتا لڑکی۔ باہر کا ماحول

بھی تو تمہیں پتا ہے۔ یاد نہیں جب تمہیں رؤف اور شائلہ نے چھوڑا۔“

بات ادھوری چھوڑ دی کیوں کہ سب کے چہرے سنجیدہ ہو گئے۔ حداد کا

چہرہ تو سفید ہو گیا۔ یا اللہ وہ کھانا سکندر اور حداد کو اندر کمرے میں دے

دیتی۔ بد مزگی فوراً لمحے میں پھیلا نا کوئی اس کی پھوپھو جان سے سیکھے۔

رؤف صاحب نے گلا کٹھارا۔

”آپا ہماری گڑیا ماشاء اللہ کافی سمجھدار ہے اور بختا اور اس کی کزن ہے اس

کے پاس۔ اوپر سے سکندر نے اس کی نگرانی میں کئی لوگ چھوڑے ہیں

تو فکر کرنے کی کوئی بات نہیں اور رہی بات رمشا کی تو اس کا بھی ہماری

غیر موجودگی میں بہت خیال رکھا تھا اس کے ننھیال نے۔ اس کے

ننھیال جان چھڑکتے ہیں خاص کر حداد نے اس کی وجہ سے کہ میرے

داماد ہماری بیٹی کو تنگ نہ کرے سو سٹزر لینڈ سے بہترین جاب چھوڑ کر



آسٹریاشفٹ ہو گیا۔“ رمشا کی امی کے چہرے پہ بھی ناگواری آگئی۔ اب

کچھ زیادہ فری ہو گئی ہیں۔ سکندر ابھی تک چُپ تھا یا اللہ یہ آدمی کہی پیٹھ

پیچھے کوئی کھچری ضرور پکائے گا۔ حداد ایک دم حیرت سے رؤف صاحب

کو دیکھ رہا تھا انھوں نے حداد کو دیکھا تو آنکھیں ہولے سے اشارہ کی۔

”کہ پریشان مت ہوینگ مین اور ان کی بات کا بُرا نہ منانا۔“

”امی کیسی بات کر رہی ہیں آپ۔ زیادہ مت بولیں یہ ٹرائی کریں یہ تو

ممافی جان نے بنایا ہے نا؟ بہت زبردست ہے یہ حلیم۔“

”میں کہا بناؤں گی بیٹا۔ یہ رمشا کے ابولائے ہیں۔“ رمشا کی امی نے شوہر

کے تاثرات پہ اپنی ناگواری پہ قابو پالیا تھا تو ہولے سے مسکرا کر بولی۔

”ارے مذاق نہ کریں۔ لگ تو ایسے رہا تھا کہ آپ کے ہاتھ کا ذائقہ۔“

”میرے ہاتھ کاذا اُتھ یاد ہے؟“

”اب زیادہ مسکے مت لگاؤ۔ یہ تک تمہیں بھول جاتا ہے کہ تم نے کل کیا

کھایا ہے اور ممائی کاذا اُتھ یاد ہے۔“ اب سکندر اُٹھ گیا تو سنازل ایک

منٹ کے لئے ٹھہر گیا۔

”میں جمالی کے پاس جا رہا ہوں۔ رے تم نے چلنا ہے؟“

”جی۔۔۔ میں بس سب کو چائے بنا کر دے دوں تو پھر چلتی ہوں۔“

سکندر اسے دیکھتا رہا پھر سر ہلا کر چل پڑا۔ ماں نے داماد کے تاثرات

بھانپ لئے تو بیٹی کو دیکھ کر بولی۔

”جاو مشو! کام والے اُٹھالیں گے۔ جاو ماموں کو دیکھ آؤ۔“

”جی ممائی آپ سب لوگ کھالیں تو ٹیبل کلیر کر جاتی ہوں۔“

”نہیں جاو!“ اب ماں نے اشارہ کیا تو رمشا کو اٹھنا پڑا۔

”میں بھی فل ہو گیا ہوں آپا میں یہ برتن اٹھالیتا ہوں پھر چلتا ہوں۔“

”ارے حداد تم کہاں چلے بیٹھو چائے پی کر جانا ہے آؤ لاؤ منج میں جا کر

گفتگو کرتے ہیں۔“ بہنوئی کی بات پر حداد کو ر کنا پڑا۔

”چھوڑو بس آتی ہو گی ماسی فون کیا تھا ساتھ والے گھر کی آجائے گی۔“

جب انھوں نے حداد کو برتن اٹھاتے ہوئے دیکھا تو اسے ٹوکا

”کوئی بات نہیں آپا باہر ہم لوگ کام کرتے ہیں۔“

”جی بالکل ممانی یہ عیاشی صرف پاکستان تک ہوتی ہے باہر تو سارے کام

خود کرنے ہوتے ہے۔“

”ہاں بالکل میں تو ابھی تک خود کرتی ہوں۔“



ر مشانے دروازہ کھولا۔ سکندر کمرے میں نہیں تھا لیکن واش روم میں ضرور ہوگا سوٹے مارنے۔ کیوں کہ ر مشا اجازت نہیں دیتی کہ اس کے گھر میں خاص کر اس کے کمرے میں سکندر سگریٹ پیے امی بابا کے سامنے وہ نہیں چاہتی تھی سکندر کا میج خراب ہو حالانکہ اس کے ابو بھی پیتے تھے اور یہ بات سکندر نے اسے چھیڑنے کے لئے کہی تھی مگر ر مشانے اس کی اس بات کو نظر انداز کیا۔ اس نے الماری سے پرپل سوٹ نکالا اور بیڈ پہ رکھا اور مڑ کر دوسری الماری کھولی تو سامنے پڑے سکیچ بک کو دیکھ کر ایک دم وہ ٹھہر گئی پھر اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی۔ اس کے امی ابو نے گھر شفٹ کر لیا تھا۔ بہت سے سامان ر مشانے اپنی امی سے فارغ کروا دیے تھے۔ کچھ تو امی کو ملے ہی نہیں جس میں ر مشا کے پرانے سکیچ

بک اور آرٹ کا سامان تھا۔ جس پہ رمشا کو افسوس ہوا کیوں کہ وہ واحد  
سکچ بک تھی جس میں صرف سکندر کے سکچ تھے جو اس نے شروع کے  
دن چھپ کے بنانا شروع کیے تھے۔ وہ اس کی خاص سکچ بک تھی۔ جس  
میں اس نے کافی غلطیاں کی تھی سکندر کے نین نقش بناتے ہوئے لیکن  
پھر بھی اس کی محبت کی شروعات کا بہت بڑا ثبوت تھا۔ بنا اعتراف کیے وہ  
اپنے فن میں بہت کچھ کہہ بیٹھی تھی۔ اس کی وجہ سے تھوڑا بہت وہ  
ڈپریس ہو گئی تھی۔ آج یہ بک اپنے الماری میں عین سامنے دیکھ کر حیران  
بھی ہوئی ساتھ میں اسے خوشی بھی ہوئی۔ یہ کہاں ملی اور اس نے الماری  
بہت بار کھولی تب کیوں نہیں ملی۔ بک کو اٹھا کر اس نے کھولا تو اس کوئی  
اپنے پیچھے محسوس ہوا۔

”میری ناک اتنی بھی کھڑی نہیں ہے جتنی تم نے بنادی اور میری

مسکراہٹ اتنی ٹیڑھی کیوں بنائی ہے۔“ رمشانے مڑ کر اس بار گھبرا کر

نہیں دیکھا وہ جانتی تھی کہ وہ واش روم سے نکل آیا ہے۔ رمشانے گہرا

سانس لیکر اس کی مہک سے چیک کیا لیکن نہیں فریش واٹر کی کلون کی

سمیل کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

”اتنا بھی نافرمان شوہر نہیں ہوں۔ کبھی کبھی تمہاری بات مان لیتا ہوں۔“

وہ سنجیدگی سے بولا۔ سنجیدہ لگ بھی رہا تھا لہجے اور آنکھوں میں کہی

شرارت نہیں تھی۔ رمشا کو الجھن ہوئی۔

”سکندر آسٹریا میں سب ٹھیک ہے نا؟“

”ہاں کیوں کیا ہوا؟“



”ماموں کی طرف سے کوئی خبر جو حداد ماموں نے آپ کو بتایا ہو اور آپ

چھپا رہے ہو؟“

”نہیں۔“

”شازل بھائی سے کیا بات ہوئی؟ کچھ ہوا ہے؟ آپ کچھ کرنے تو نہیں

والے۔“

”آئیم سوری!“ رمشا کا دل ایک دم تیزی سے دھڑکنے لگا۔

”کیا کیک سوری؟ کیا کیا ہے آپ نے اس بار؟ سکندر اگر آپ نے کچھ

گڑ بڑ کی تو میں آپ کو چھوڑنے نہیں والی۔“

”رے! میں تم سے معافی مانگ رہا ہوں۔“ سکندر نے اپنی داڑھی پہ ہاتھ

پھیرا۔

”کس بات کی؟“ وہ ابھی تک سمجھ نہ سکی۔

”فور کڈ نیپنگ یو۔“

رمشا بالکل ساکت ہو گئی۔ سکندر نے ہر حرکت، ہر زیادتی پہ معافی مانگی

رمشا سے مگر اس نے کبھی رمشا سے اس چیز کی معافی نہیں مانگی نہ ہی

اسے کوئی شرمندگی تھی اپنی اس حرکت پر لیکن آج؟ آج ایسا کیا ہوا۔

جاری ہے